آزردہ سپاہی

احسان ملک

شرلاک ہومز

آرزدہ سپاہی

سر آرتھر کینن ڈائل

احسان ملک

خیام پبلشرز
چوک اردو بازار ○ لاهور ۔۲

آرزدہ سپاہی

میرے دوست ڈاکٹر واٹسن ایک عرصے سے مجھے پریشان کر رہے ہیں کہ میں قارئین کے لئے اپنا ایک آدھ تجربہ بذات خود تحریر کروں۔ میں نے اس نیت سے اب قلم اٹھایا ہے تو مجھے احساس ہو رہا ہے کہ قارئین کی دلچسپی کے لیے مہم جوئی کے واقعات لکھنا اور اس میں ان کی دلچسپی برقرار رکھنا کتنا مشکل کام ہے مجھے ڈاکٹر واٹسن سے شکایت رہی ہے کہ وہ میری مہمات کے حالات قلم بند کرتے وقت عام لوگوں کے مذاق اور عام لوگوں کو پسندیدہ انداز اختیار کرتے ہیں' لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ صاف سیدھی اور خشک حقیقت نگاری سے کام نہیں چلتا' موضوع کے لحاظ سے ڈاکٹر واٹسن کا انداز واقعی درست ہے اور میں اپنی زندگی کے چند واقعات یا یوں کہیے کہ ایک مہم کا حال قلم بند کرتے وقت اس بات کا خیال رکھوں گا۔

میرے کتابچہ یاد داشت میں لکھا ہے' کہ یہ واقعہ جنوری 1903 کا ہے' جبکہ بوئر جنگ ختم ہوئی تھی۔ اس سال میری ملاقات ایک توانا صحت مند برطانوی باشندے مسٹر ڈاڈ سے ہوئی۔ ان دنوں ڈاکٹر واٹسن کی شادی ابھی نئی نئی ہوئی تھی اور وہ اپنی اہلیہ کی ناز برداریوں میں کچھ عرصے کے لئے مجھے فراموش کر چکے تھے۔ میں ان دنوں اکیلا تھا۔

میری عادت رہی ہے کہ ہمیشہ اپنی کھڑکی کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھتا ہوں اور جب کوئی ملاقاتی آئے تو اسے کھڑکی کے رخ بیٹھنا پڑتا ہے اور اس کے چہرے پر باہر سے آتی ہوئی روشنی پڑتی رہتی ہے اور میں اپنے موکلوں کے کردار شخصیت کا اچھی طرح مطالعہ کر لیتا ہوں۔ جب مسٹر ڈاڈ اس طرح کھڑکی کے سامنے بیٹھ گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اس الجھن میں ہیں کہ گفتگو کا آغاز کس طرح کیا جائے میں نے اس بات کوشش نہیں کی کہ

بات چیت خود ہی شروع کردوں' کیونکہ میں اس خاموشی سے فائدہ اٹھا کر ان کی شخصیت کا مطالعہ کرلینا چاہتا تھا' تھوڑی دیر کے بعد میں نے ان سے پوچھا۔ "غالباً آپ جنوبی افریقہ سے تشریف لا رہے ہیں؟" اپنی قوت مشاہدہ کو کام میں لاتے ہوئے میں اکثر اپنے موکلوں پر اپنی قابلیت کا سکہ جمادیتا ہوں یہ سن کر مسٹر ڈاڈ بہت حیران ہوئے۔"

"کیا آپ محافظ سواروں کے دستے سے تعلق رکھتے تھے؟"

"بالکل درست!"

"آپ کے دستے کا نام مڈل سکیس ہے؟"

"جی ہاں' جی ہاں' آپ تو جادوگر ہیں مسٹر ہومز۔" مجھے مسٹر ڈاڈ کی حیرانگی پر ہنسی آگئی۔" جب کوئی چست اور چاق و چوبند انسان میرے کمرے میں چہرے پر دھوپ کی شدت کے نشان لے کر آئے' اور جب اس کا رومال بجائے کوٹ کی جیب کے آستین میں رکھا ہوا تو میرے لیے یہ مشکل بات نہیں رہتی کہ میں اس کے بارے میں وہ کچھ نہ جان لوں' جو میں ابھی ابھی بتا چکا ہوں۔ آپ انداز و اطوار سے شہسوار نظر آتے ہیں' چونکہ آپ کے کارڈ سے مجھے یہ معلوم ہوچکا ہے کہ آج کل آپ تھروگ مارٹن سٹریٹ میں کمیشن ایجنٹ کا کام کرتے ہیں' چنانچہ یہ کہنا کیا مشکل نہ تھا۔ کہ آپ مڈل سیکس سے تعلق رکھتے تھے۔"

آپ نے سب باتیں بوجھ لیں مسٹر ہومز!"

"خیر! میں آپ سے قوت مشاہدہ کے بارے میں اب کچھ نہ کہوں گا' آپ اس سلسلے میں تو مجھ سے گفتگو کرنے نہیں آئے' بہرحال فرمایئے آج کل ٹکسبری اولڈ پارک میں کیا کچھ ہو رہا ہے؟"

"مسٹر ہومز-----" اب مسٹر ڈاڈ کا منہ حیرت کے مارے کھلا رہ گیا-----" آنکھیں پھیل گئیں' میری اس معلومات پر انہیں بہت اچنبھا ہوا۔

"اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں مسٹر ڈاڈ۔" میں نے انہیں سمجھایا۔ "آپ کے خط سے ہی یہ بات مترشح ہوتی ہے۔"

"وہ خط آپ کو دوپہر کے وقت لکھا گیا تھا۔" مسٹر ڈاڈ اب اپنی رام کہانی سناتے ہوئے کہنے لگے' اور اس کے بعد چند ایک واقعات اور ہوئے----- اگر کرنل ایمورتھ

مجھے نکال باہر نہ کرتے تو-----

"کیا کہا؟ آپ کو نکال باہر نہ کرتے؟ ----- کیا مطلب ہے آپ کا۔"

"میرا مطلب ہے، کہ کرنل ایمزورتھ تو بہت کڑوا اور سخت آدمی ہے اس روز ہم دونوں تلخ کلامی پر اتر آئے۔ فقط گاڈفرے کی خاطر میں نے کرنل کا لحاظ کیا۔"

"میں نے اپنا پائپ سلگالیا، اور اپنی کرسی سے ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھ گیا۔" آپ ذرا تفصیل سے ساری بات مجھے سمجھایئے" میں نے قدرے مشکل میں پڑ کے کہا، اور مسٹر ڈاڈ شرارت سے مسکرائے۔ "میں سمجھنے لگا تھا شاید بتائے بغیر ہی آپ ہر تفصیل سے واقف ہونگے رہیں ابھی آپ کے سامنے ساری حقیقت حال پیش کئے دیتا ہوں اور آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے یہ بتا سکیں گے کہ ان کے پس منظر میں آخر کیا اسرار ہے، آج ساری رات میں اسی فکر سے جاگتا رہا ہوں ---- آج سے دو سال پہلے یعنی 1905 میں جب میں نے فوج کی ملازمت کی، گاڈفرے کرنل ایمزورتھ کا اکلوتا لڑکا تھا۔ یہ وہی کرنل ایمزورتھ جس نے کریمیا کی جنگ میں وکٹوریہ کراس حاصل کیا تھا۔ ساری رجمنٹ میں گاڈفرے سے بہتر جوان کوئی نہ تھا۔ ہماری دوستی ہوگئی، اور ایسی کہ جو فقط ہم مذاق اور ہم مزاج ہونے سے ہی پیدا ہوسکتی ہے، وہ میرا رفیق کار بھی تھا، اور فوج میں یہ چیز بڑی اہم ہوتی ہے۔ متواتر ایک سال تک ہم شانہ بشانہ لڑتے رہے، اور جنگ کے نشیب و فراز ایک ساتھ طے کئے۔ حتی کہ وہ ڈائمنڈ ہل کی لڑائی میں بندوق کی گولی سے زخمی ہوا۔ اس کے بعد کیپ ٹاؤن کے ہسپتال سے مجھے اس کا خط موصول ہوا پھر دوسرا خط ساؤتھ امپٹن سے ملا، اس کے بعد خط و کتابت کا سلسلہ بالکل بند ہوگیا، اور مجھے نہیں معلوم میرے اس عزیز دوست کا کیا حشر ہوا ---- جنگ ختم ہوگئی۔ تو ہم سب لوگ واپس اپنے وطن چلے آئے، میں نے اس کے والد کو خط لکھا اور پوچھا کہ ان کا لڑکا گوڈفرے کہاں ہے، اس خط کا بھی کوئی جواب نہ ملا، کچھ عرصہ انتظار کر کے میں نے اسے پھر ایک اور خط لکھا۔ اس مرتبہ جواب ملا۔ لیکن نہایت مختصر اور روکھا سا ---- "گوڈفرے دنیا کے بحری سفر پر گیا ہوا ہے، اور ایک سال سے پہلے واپس نہیں لوٹ سکے گا۔" بس! اس جواب سے میری تشفی نہیں ہوئی۔ مسٹر ہومز، یہ سارے کا سارا معاملہ عجب قسم کا تھا۔ وہ نہایت شریف النفس آدمی تھا۔ اور ایک دوست سے اس طرح کی بے اعتنائی ہرگز نہیں کرسکتا تھا۔ یہ رد عمل گاڈ

فرے کا نہیں تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ ایک بہت بڑی دولت کا وارث ہے اور اپنے باپ کے ساتھ اس کی نہیں بنتی' چنانچہ میں نے فیصلہ کرلیا کہ اس اسرار کا پتہ ضرور لگاؤں گا۔ میرے اپنے مسائل کچھ ایسے تھے کہ مکمل دو سال تک میں اس طرف کوئی توجہ نہ دے سکا۔ اب اس ہفتے میں نے اس کام کو سرانجام دینے کی ٹھان لی ہے۔"

جیمز ایم ڈاڈ اس قسم کا انسان تھا کہ اسے دیکھنے سے احساس ہوتا تھا کہ دوست ہونے کی حیثیت میں وہ ایک بے مثال دوست ہے اور ایک دشمن ہونے کی حیثیت میں بے حد خطرناک دشمن! اس کی نیلی آنکھوں سے عزم عیاں تھا اور اس کا مضبوط جبڑا بڑے استقلال سے بھنچا ہوا نظر آتا تھا۔

"تو اب تک آپ نے اس سلسلے میں کیا کچھ کر ڈالا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس کے گھر ٹکس بری اولڈ پارک بدنورڈ پہنچا' اور حالات خود معلوم کیے۔ اس سے قبل میں نے اس کی والدہ کو خط لکھا تھا۔ کہ میں گاڈ فرے کا پرانا دوست ہوں اور اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ خط کا جواب بہتر تھا۔ جس میں لکھا گیا تھا کہ میں شوق سے وہاں جاسکتا ہوں۔ اس میں مجھے ایک رات وہیں پر رہنے کی دعوت بھی دی گئی تھی۔

ٹکس بری اسٹیشن سے اولڈ پارک جانے کے لئے مجھے کوئی گاڑی وغیرہ نہ مل سکی' میں نے خود ہی سوٹ کیس اٹھایا' اور چل کھڑا ہوا۔ چلتے چلتے جب میں اس پارک کے قریب پہنچا جہاں ان کا پرانا مکان واقع تھا' تو رات ہو چکی تھی' ان کا مکان پرانے وکٹورین طرز کا تھا' اور خاصا پراسرار لگتا تھا۔ ان کا خانساماں بھی اس مکان کی طرح بہت بوڑھا ہو چکا تھا خانساماں کی بیوی اس سے بھی بوڑھی تھی۔ وہ گاڈ فرے کی آیا رہ چکی تھی اور اس سے اتنا پیار کرتی تھی کہ گاڈ فرے اپنی ماں کے بعد اس کو درجہ دیتا تھا' چنانچہ میں نے اس بوڑھی کا بہت احترام کیا اس کی والدہ نہایت حلیم الطبع شریف النفس ایک چھوٹے قدو قامت کی خاتون تھیں' وہ مجھے اپنے شوہر کے مطالعے کے کمرے میں لے گئیں وہاں میں نے گاڈ فرے کے والد محترم کو دیکھا' بھاری بھرکم جھکی ہوئی کمر' سفید ریش' سرخ رنگ کی باہر کو جھکی ہوئی ناک' جیسے گدھ کی مڑی ہوئی چونچ' دو بجھی ہوئی خونخوار آنکھیں' اور ان پر جھکی ہوئی بھنویں' وہ اس وقت اپنی میز کے قریب بیٹھے تھے۔

اچھا تو جناب عالی! کیا میں آپ کی اس ملاقات کا اصل مقصد دریافت کر سکتا ہوں؟"
میں نے انہیں بتایا کہ اس ملاقات کا مقصد میں پہلے ہی اپنے خط میں ظاہر کر چکا ہوں۔
"ٹھیک ہے' ٹھیک ہے' تم نے بتایا تھا کہ تم افریقہ میں اس کے دوست بن گئے تھے' یہ فقط کہنے کی باتیں ہیں۔"
"لیکن میری جیب میں اس کے خطوط موجود ہیں جناب!" میں نے بتایا "تو برائے کرم مجھے دکھایئے!"
میں نے دو خطوط جیب سے نکال کر اس بڈھے کے حوالے کر دیئے اس نے ایک نظر دیکھ کر مجھے واپس لوٹا دیئے۔
"اچھا تو پھر آپ چاہتے کیا ہیں؟"
"مجھے آپ کے فرزند گاڈ فرے سے بے انتہا انس رہا ہے' جناب والا زندگی کے تلخ و شیریں تجربات نے جو ہم دونوں نے اکٹھے رہ کر اپنائے' ہمیں جذباتی طور پر ایک دوسرے سے منسلک کر دیا۔ عین فطرتی بات ہے کہ جب وہ یکایک خاموش ہو گیا ہے' مجھے اس کے اس عجیب و غریب طرز عمل پر تجسس ہونے لگا۔ اور میں یہ جاننا چاہوں کہ آخر اس کے ساتھ کیا سانحہ پیش آیا۔
"جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے۔ میں نے آپ کو اطلاع دے دی تھی کہ گاڈ فرے کہاں گیا۔ وہ دنیا کے بحری سفر پر گیا ہوا ہے۔ افریقہ کی جنگ کے بعد اس کی صحت تباہ ہو چکی تھی' چنانچہ میں نے اور اس کی والدہ نے فیصلہ کیا کہ اسے سیر و سیاحت اور مکمل آرام کی ضرورت ہے۔ برائے مہربانی یہی معلومات اس کے ہر اس دوست تک پہنچا دیجئے گا۔ جو گاڈ فرے کے متعلق کچھ جاننا چاہتا ہو۔"
میں بولا۔ "لیکن آپ کی مہربانی ہو گی۔ اگر آپ اس جہاز کا نام اور اس کمپنی کا نام مجھے بتائیں' جس کے ذریعے گاڈ فرے نے دنیا کا بحری سفر اختیار کیا' اس کے علاوہ مجھے اس تاریخ سے بھی آگاہ فرمائیں جب وہ یہاں سے روانہ ہوا۔ کیونکہ اس طرح میرے خطوط اس کو مل جایا کریں گے۔"
میری اس درخواست پر وہ صاحب بہت جھلائے' ان کی گھنی لٹکی ہوئی بھنویں ان کی آنکھوں پر جھک گئیں' اور وہ پریشانی سے اپنی انگلیاں میز پر پھیرنے لگے' آخر کار انہوں

نے میری طرف اس انداز سے نگاہیں اٹھائیں جیسے شطرنج کے کھیل میں کسی برابر کے کھلاڑی سے واسطہ پڑ گیا ہو' اور اس کی ایک عمدہ چال دکھیل کو زیادہ محتاط ہو کر کھیلا جا رہا ہو۔

"آپ کے اس تجسّس کو گستاخی میں شمار کیا جاسکتا ہے' مسٹر ڈاڈ۔" وہ بوڑھے صاحب بولے۔ "جو کہ بد لحاظی کی حد کو پہنچ چکا ہے۔"

"آپ یہ تو خیال فرمایئے' جناب کہ مجھے آپ کے فرزند سے کتنا دلی لگاؤ ہے۔"

ٹھیک ہے اور میں نے اس بات کا کافی لحاظ رکھا ہے' بہرحال میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ یہ معلومات حاصل کرنے کا خیال چھوڑ دیں' ہر خاندان کے نجی واقعات کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو بظاہر کچھ اور رنگ دیا جاتا ہے' اور ان کی حقیقت کو طشت از بام نہیں کیا جاتا' میری بیوی گاڈ فرے کے ماضی کے متعلق تم کچھ احوال سننا چاہ رہی ہے لیکن اس کے بدلے میں تم کو اس کے حال اور مستقبل کے متعلق استفسار نہ کرنا چاہیے ایسے استفسارات عملی وقعت نہیں رکھتے اور ہمیں خواہ مخواہ پریشانی میں ڈال دیتے ہیں۔" چنانچہ میں یہاں تک پہنچ کر آگے نہیں بڑھ سکا مسٹر ہومز میرے پاس سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ کہ بظاہر ان کی بات مان لوں اور اندرونی طور پر اپنے دوست گاڈ فرے کے حالات معلوم کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہوں۔ وہ شام' ایک نہایت اداس اور غمگین پھیکی سی شام تھی' ہم تینوں نے ایک پرانے بوسیدہ کمرے میں رات کا کھانا کھایا' گاڈ فرے کی والدہ اپنے بچے کے متعلق بڑے اشتیاق سے استفسارات کرتی رہیں' لیکن اس کے والد خاموش اور کھوئے کھوئے رہے' میں اس ماحول سے کچھ ایسا گھبرایا کہ جس قدر ممکن ہو سکا وہاں سے کھسک کر اس کمرے میں چلا آیا جو میرے رہنے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ یہ کمرہ بھی گھر کے باقی کمروں کی طرح خالی ڈھنڈار اور وحشتناک سا نظر آ رہا تھا' لیکن مسٹر سپاہیانہ زندگی گزارنے کے بعد کوئی بھی شخص اتنا آرام طلب نہیں رہتا کہ اسے نفیس کمروں کے سوا نیند ہی نہ آئے' میں نے کھڑکی کا پردہ اٹھایا' اور چاند کی پھیلی ہوئی روشنی میں باہر دیکھنے لگا۔ مجھے ہر شے اداس اور غمگین نظر آئی۔ پھر میں وہاں سے ہٹ آیا' اور آتش دان کے پاس بیٹھ گیا' قریب ہی میز پر لیمپ جل رہا تھا میں نے ایک ناول نکالا اور اپنی توجہ ہٹانے کی خاطر اسے پڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد رالف وہی بڈھا خانساماں

کوئلے لئے آیا۔ اور بولا "جناب رات کو سردی ہوگی۔ شاید آتش دان میں کوئلے ختم ہو جائیں۔" وہ آتش دان کے قریب کوئلے رکھ کر واپس جانے لگا' تو دروازے کے قریب رک گیا' اور جب میں نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ حسرت بھری نگاہوں سے میری جانب دیکھ رہا تھا۔

"مجھے معاف کیجئے گا جناب والا ---- رات کے کھانے پر میں نے آپ کی گفتگو سن لی تھی۔" جاتے جاتے وہ مجھ مخاطب ہو کر بولا۔ "آپ جانتے ہیں کہ میری بیوی گاڈ فرے کی آیا رہی ہے' مجھے گاڈ فرے سے ایک باپ کی سی الفت ہے! ہمارا اس کے حالات سے دلچسپی لینا ایک قدرتی امر ہے۔

"ٹھیک ہے" میں نے سلسلہ گفتگو چھیڑتے ہوئے جواب دیا۔ "ساری رجمنٹ میں گاڈ فرے سے زیادہ جیالا بہادر کوئی نہ تھا۔ ایک مرتبہ وہ مجھے بوئروں کی رائفلوں کے درمیان سے اٹھایا لایا تھا۔ ورنہ شاید آج میں یہاں نہ ہوتا۔"

بوڑھا خانساماں اپنے دبلے پتلے ہاتھ ملنے لگا۔ "جی ہاں جی ہاں مسٹر ڈاڈ گاڈ فرے ایک ہمت والا جرات مند انسان تھا لڑکپن کے زمانے میں اس نے سارے پارک کے بلند و بالا درختوں کی چوٹیاں سر کر ڈالیں' اس کی اس حرکت سے سب لوگ متوحش رہتے۔ مگر وہ کسی کی بات نہ مانتا' وہ بہت پیارا لڑکا تھا اور جوانی کے عالم میں کیا کڑیل جوان تھا وہ۔ بڈھے خانساماں کے اس خزینہ انداز بیان پر میں بری طرح چونک اٹھا شاید وہ بے خبری کے عالم میں کسی ایسے راز کی نشاندہی کر گیا تھا جو اس گھر کے سب رہنے والوں میں مشترک تھا۔" "ٹھہرو ----> میں وحشت سے چلایا۔ "یہ تم کیا کہہ رہے ہو' کہ وہ کڑیل جوان تھا' اس صیغہ ماضی سے تمہاری کیا مراد ہے؟ تم تو اس طرح بات کر رہے ہو گویا وہ مرچکا ہو یہ سب آخر سب کیا اسرار ہے؟ گاڈ فرے کہاں ہے؟ اس کا کیا حشر ہوا؟ اور اس کے ساتھ ہی میں نے بوڑھے خانساماں کو کندھے سے جا پکڑا' وہ باہر جانے لگا۔ "مجھے نہیں معلوم جناب والا' اس کے متعلق آپ ان کے والد سے پوچھئے' مجھے دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے۔" بوڑھا گھبرا کر کمرے سے باہر جانے کی کوشش کر رہا تھا' لیکن میں نے اس کا بازو تھام لیا "سنو" میں بولا۔ "اس کمرے سے باہر نکلنے سے پہلے تم کو ایک بات کا جواب دے کر ہی جانا ہو گا۔ چاہے یہاں کھڑے کھڑے ساری رات کیوں نہ گزر جائے میں تم کو اس جواب کے بغیر

کمرے سے نہ نکلنے دوں گا' کیا گاڈ فرے مرچکا ہے' بتاؤ؟ سچ سچ بتاؤ؟" وہ بوڑھا یہ سوال سن کر مجھ سے آنکھیں نہیں ملا سکا۔ اس نے سر جھکالیا' بمشکل اس کے لبوں سے جواب نکلا جو کہ نہایت حیرتناک نوعیت کا تھا۔ "کاش کہ وہ مرگیا ہوتا---" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا بازو جھٹکے سے چھڑالیا اور کمرے سے باہر نکل گیا آپ سمجھ سکتے ہیں مسٹر ہومز کہ اس وقت میرا حال کیا ہوا ہوگا' اس بوڑھے کے الفاظ میرے نزدیک فقط ایک مفہوم رکھتے تھے' غالباً گاڈ فرے کی مجرمانہ یا کسی نہایت غیرذمہ دارانہ فعل کا مرتکب ہوا تھا' جس کے اظہار سے اس کنبے کے ناموس پر حرف آتا تھا۔ اس کے سخت گیر بوڑھے باپ نے غالباً اسے کہیں دور بھیج دیا تھا تاکہ وہ لوگ بدنامی سے بچے رہیں۔ گاڈ فرے سے طبیعت اور مزاج کا کچھ ایسا واقع ہوا تھا کہ وہ اپنے ہم جولیوں اور ساتھیوں کے کہے میں بڑی جلدی آجاتا تھا۔ وہ لا ابالی طبیعت کا لاپرواہ انسان تھا' عین ممکن ہے کہ وہ بری صحبت میں پڑکے اپنے آپ کو برباد کر بیٹھا ہو' اب یہ میرا فرض تھا کہ میں اس کی تلاش جاری رکھتا' اور اس کی خبرلیتا' سر جھکائے میں اس امر پر غور خوض میں مصروف تھا کہ معاً" میری نگاہ کھڑکی پر جا پڑی' اور میں نے انتہائی متوقع طور پر کھڑکی کے شیشوں سے باہر گاڈ فرے کا چہرہ دیکھا اس کی نگاہیں مجھ پر گڑی ہوئی تھیں اس کا رنگ ایسے سفید تھا جیسے لاش کا ہوتا ہے۔ میں نے کسی انسان کا چہرہ اس حالت میں کبھی نہیں دیکھا۔ میری آنکھیں جب اس کی آنکھوں سے ملیں تو اس کا چہرہ یکلخت اندھیرے میں کہیں غائب ہوگیا۔"

یہ کہہ کر میرے موکل مسٹر ڈاڈ ایک گہرے جذبے کے ساتھ لمبا سانس کھینچ کر رک گئے۔

"کہتے جائیے آپ کا قصہ نہایت غیر معمولی ہوتا جارہا ہے---" میں بولا اور مسٹر ڈاڈ آگے کہنا شروع کیا۔

"اس شخص کو دیکھ کر وحشت ہوتی تھی' نہ معلوم وہ کیا بات تھی۔ یہ فقط اس کا سفید چہرہ ہی نہ تھا جس سے میں متوحش ہوا۔ اس کے چہرے پر اک انجانے کرب کا ایک انمٹ' ناگفتہ بہ تاثر تھا' جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا' اس کی صورت دیکھ کر میرے سارے جسم میں کپکپی دوڑ گئی اور میرے اعصاب تھرا اٹھے لیکن میدان جنگ کے ماحول نے میرے اعصاب کو فولاد کے تاروں کی مانند بنا ڈالا تھا' میں نے اپنی سوچنے سمجھنے کی

اہلیت کو نہیں کھویا اور نہایت پھرتی سے اچک کر کھڑکی کے پاس آگیا۔ باہر دیکھا' اور جلدی
سے دوسری طرف کود کر اس راہ پر دوڑنے لگا جو میرے اندازے کے مطابق اس کے فرار
کی رہ گزر ہو سکتی تھی۔ وہ رستہ لمبا تھا' اور اس پر روشنی کا معقول انتظام نہ تھا۔ لیکن مجھے
احساس ہوا کہ کوئی میرے آگے آگے بھاگا جا رہا ہے میں دوڑتا چلا گیا' اور کئی بار اس کا نام
لے کر اسے پکارا مگر بے سود اور جب میں اس راہ کے آخری مقام پر پہنچا تو مجھے دور کہیں
اندھیرے میں کسی دروازے کے بند ہونے کی صدا سنائی دی' مجھے یقین تھا مسٹر ہومز وہ گاڈ
فرے ہی تھا وہ رات میں نے بڑی بے چینی سے جاگ کر گزاری۔ اور اپنے ذہن میں
مختلف ممکنات پر غور کرتا رہا دوسرے روز گاڈ فرے کے والد قدرے بہتر انداز میں پیش
آئے' اور وہ دونوں میاں بیوی مجھ سے کہنے لگے کہ اس جگہ چند مقامات دیکھنے کے لائق
ہیں' اس پر میں نے ان سے ایک رات اور وہاں رہنے کی اجازت چاہی اس بوڑھے نے
مجھے بادل نخواستہ اجازت دے دی' اور میں ایک پورا روز وہاں ادھر ادھر گھومتا پھرتا رہا مجھے
کامل یقین تھا کہ گاڈ فرے وہیں کہیں چھپا ہوا ہے لیکن یہ معلوم کرنا ابھی باقی تھا کہ اس کی
وجہ کیا تھی یہ حویلی اس قدر بڑی تھی کہ اگر ایک پوری رجمنٹ بھی اس میں چھپا دی
جاتی۔ تو پتہ نہ چلتا میرے لئے مشکل تھا کہ میں وہاں رہ کر اس اسرار سے پردہ اٹھانے کی
کوشش کرتا لیکن جس دروازے کے بند ہونے کی صدا میں نے سنی' وہ یقیناً اس حویلی کا
دروازہ نہ تھا میں سارا باغ چھان مارا اس لمبے چوڑے وسیع و عریض باغ کے آخری سرے
پر شکستہ عمارت تھی جو کسی مالی وغیرہ کے رہنے کے لئے کافی تھی کیا یہ وہ جگہ نہ تھی جہاں
مجھے دروازہ بند کرنے کی صدا سنائی دی' میں نے سوچا اور خراماں خراماں بڑی لاپرواہی سے
سیر کرنے کے انداز میں چلتا تجسس و تلاش کے پوشیدہ جذبے کے ساتھ اس عمارت کے
قریب پہنچا میں نے دیکھا اس عمارت سے ایک چھوٹا سا' پھرتیلا' ڈاڑھی والا آدمی ہیٹ پہنے
باہر نکلا وہ مالی ہرگز نہ ہو سکتا تھا' یہ اس کے انداز سے ظاہر تھا اس دروازے کو بند کر کے تالا
لگا دیا' اور چابی جیب میں ڈال کر آگے چلا پھر اس نے میری طرف بڑی حیرت سے دیکھ کر
پوچھا۔ "کیا آپ کوئی ملاقاتی ہیں؟" میں نے اسے بتایا کہ میں گاڈ فرے کا دوست رہ چکا
ہوں۔ "کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ دور دراز سفر پر چلا گیا ہے' ورنہ میں اس سے ضرور
ملتا۔" میں نے بہانہ کیا۔

"ضرور ضرور" اس نے ٹالنے کے انداز میں چھپے ہوئے احساس جرم سے کہا' اور سر جھکائے چپکے سے آگے کھسک گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ دور جھاڑیوں میں چھپا ہوا مجھے گھور رہا تھا۔ اس عمارت کے قریب سے گزرتے ہوئے میں نے اس پر ایک نگاہ ڈالی' کھڑکیوں پر پردے گرے ہوئے تھے۔ اور ایسے محسوس ہوتا تھا' جیسے وہ عمارت خالی ہو۔ میں خاموشی کے ساتھ وہاں سے چلا آیا' تاکہ کسی کو میرے دل جذبات کا احساس نہ ہونے پائے لیکن اپنی بقیہ تحقیق و تلاش کو رات ہونے تک ملتوی کردیا جب ہر طرف رات کا اندھیرا چھاگیا تو میں بڑی آہستگی اور خاموشی کے ساتھ کھڑکی سے کودا۔ اور ہولے ہولے' دھیرے دھیرے اس پراسرار عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب پہنچ کر میں نے دیکھا کہ عمارت کی کھڑکیوں پر جھلمیاں بھی چڑھی ہوئی ہیں' اور ایک کھڑکی میں سے روشنی چھن چھن کر باہر آرہی ہے میں نے اپنی تمام تر توجہ اس کھڑکی کی طرف مبذول کی' کھڑکی کا پردہ ایک طرف سے ہٹا ہوا تھا اور اس جانب خوش قسمتی سے کھڑکی بھی ٹوٹی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے میں کمرے کے اندر جھانک سکتا تھا۔ اندر ایک لیمپ جل رہا تھا۔ اور آتش دان میں آگ روشن تھی' سامنے وہی شخص بیٹھا ہوا تھا جسے میں نے صبح اس عمارت سے میں نکلتے ہوئے دیکھا تھا' وہ پائپ پی رہا تھا' اور اس کے ہاتھوں میں اخبار تھا۔"

"یہ اخبار کونسا تھا؟" میں نے پوچھا۔

میرا موکل اس قطع کلامی سے کچھ بدمزہ ہوگیا۔ "کیا اس سے کچھ فرق پڑ سکتا ہے؟"

"یہ نہایت ضروری بات ہے۔"

"میں نے اخبار پر کوئی نگاہ نہیں ڈالی۔"

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ روزانہ بڑے سائز کا اخبار تھا' یا ہفتہ ور چھوٹے صفحات والا۔"

"اب جبکہ آپ نے یاد دلایا ہے۔ مجھے خیال آتا ہے کہ وہ کوئی ہفتہ وار اخبار تھا۔ غالباً! اسپکیٹر ہوگا۔ بہرحال مجھے ان باریکیوں پر توجہ دینے کی فرصت نہ تھی' ایک اور آدمی اپنی پشت کھڑکی کی جانب کئے بیٹھا رہا تھا' اور میں قسم کھا کے کہہ سکتا ہوں کہ وہ شخص گاڈ فرے تھا' میں اس کا چہرہ نہ دیکھ سکتا تھا--- لیکن اس کے شانوں کی بناوٹ سے میں اچھی طرح واقف تھا۔ وہ اپنی کہنی کے سہارے انتہائی غمزدہ انداز میں جھکا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کا

سارا جسم آتش دان کی طرف مڑا ہوا تھا۔ میں سوچ ہی رہا تھا۔ کہ اب کیا کیا جائے کہ دفعتاً میرے کاندھوں پر کسی نے ہاتھ مارا۔ میں نے دیکھا' تو گاڈ فرے کے بوڑھے والد کرنل ایمرو ورتھ کھڑے تھے۔ "اس طرف تشریف لے آیئے جناب!" وہ آہستگی سے بولے' اور آگے آگے چلنے لگے' میں ان کے پیچھے پیچھے اس کمرے تک چلا آیا جہاں مجھے ٹھہرایا گیا تھا۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے ایک ریلوے ٹائم ٹیبل اٹھایا اور کہا۔ "ساڑھے آٹھ بجے ایک ٹرین لندن کی طرف جاتی ہے۔ آٹھ بجے آپ کو اس گھر سے نکل جانا چاہیے۔"

ایمز ورتھ غصے مارے سپید ہوا جا رہا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ میں اس عالم میں پکڑا گیا تھا۔ کہ سوائے آئیں بائیں شائیں کے اور کچھ نہ کہہ سکا اور اپنے دوست کی خاطر پریشانی کا اظہار کرنے لگا۔

"بحث کی ضرورت نہیں۔" بوڑھے ایمروزتھ نے کہا۔ "تم نے ہمارے خاندان کی نجی زندگی میں سخت نامعقول دخل اندازی ہے' تم ایک مہمان کی حیثیت سے یہاں آئے' اور جاسوسی کرنے لگے' مجھے اور کچھ بھی نہیں کہنا ہے سوائے اس بات کے کہ آئندہ میں تمہیں کبھی نہ دیکھنے کی خواہش کا اظہار کروں اب مجھے کچھ غصہ آگیا مسٹر ہومز اور میں قدرے گرمی سے بولا۔ "میں نے آپ کے بیٹے کو دیکھ لیا ہے' اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اپنے اپنی کسی ذاتی غرض کی بنا پر دنیا سے پوشیدہ کردیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم آپ کے مقاصد کیا ہیں۔ لیکن اب گاڈ فرے ایک آزاد انسان نہیں رہا' وہ شاید عمر بھر کے لئے ایک بیکس قیدی ہوگیا ہے' میں آپ سے کہہ دوں مسٹر ایمروز ورتھ کہ جب تک اپنے دوست گاڈ فرے کی زندگی کے اسرار کا حال معلوم نہیں ہوجاتا' میں چین سے نہیں بیٹھوں گا' اور آپ کا کوئی خوف اور کوئی دھمکی مجھ پر کارگر نہ ہوسکے گی۔" اب وہ بڈھا ایک اہرمن نظر آنے لگا اور ایسے لگتا تھا کہ ابھی ابھی مجھ پر حملہ کر بیٹھے گا۔ میں نے آپ کو بتایا کہ وہ بھاری بھر کم جثے کا آدمی تھا۔ حالانکہ میں بھی کچھ کمزور نہیں ہوں' لیکن اگر ہاتھ پائی اور کھینچا تانی تک نوبت آجاتی تو میں مشکل ضرور پھنس جاتا۔ وہ شخص میری طرف خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ صبح میں لندن جانے والی ٹرین پکڑی اور پختہ ارادہ کرلیا کہ یہ تمام احوال آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے اس معاملے میں آپ سے مدد کی درخواست کروں گا۔"

یہاں میرا موکل خاموش ہو گیا۔
"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس گھر میں کتنے نوکر تھے؟"
"میرا خیال تو یہی ہے کہ وہاں فقط اب وہ خانساماں اور اس کی بیوی رہتے ہیں۔"
"اس دور کی عمارت میں کوئی اور نوکر نہ تھا؟"
"نہیں وہ چھوٹی ڈاڑھی والا اگر ان کا ملازم ہو تو میں کہہ نہیں سکتا لیکن وہ نجی ملازموں سے کچھ بالا شخصیت کا انسان دکھائی پڑتا تھا۔"
"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس گھر سے اس گھر تک کھانا پہنچایا جاتا تھا؟"
"آپ نے اس بات کا ذکر کیا تو مجھے یاد آیا ہے' کہ میں نے بوڑھے رالف' ان کے خانساماں کو' ایک کھانے کی ٹوکری اٹھا کر اس عمارت کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس وقت میں یہ جان سکا تھا کہ اس میں کھانا پہنچایا جا رہا تھا۔"
"کیا آپ نے مقامی طور پر کوئی پوچھ گچھ کی تھی؟"
"ہاں میں نے اسٹیشن ماسٹر' اور اس گاؤں کی سرائے کے مالک سی کچھ بات چیت کی تھی' میں فقط ان سے یہ پوچھا تھا آیا وہ میرے دوست گاڈ فرے کو جانتے ہیں یا نہیں' دونوں نے مجھے یہی بتایا کہ وہ دنیا کے بحری سفر پر گیا ہوا ہے' کچھ عرصے کے لئے وہ واپس آیا تھا' لیکن دوبارہ اس سفر پر روانہ ہو گیا۔
"کیا آپ نے اپنے شکوک کا اظہار نہیں کیا؟"
"جی نہیں۔"
"آپ نے بڑی دانشمندی سے کام لیا۔ اس اسرار کا پردہ فاش کرنے کے لئے میں خود آپ کے ساتھ اولڈ ٹکس بری پارک جاؤں گا---"
ایک ہفتے تک میں دوسرے انتہائی اہم کاموں میں مصروف رہا اس کے بعد میں نے ایک اور شخص کو اپنے ساتھ لیا' اور مسٹر ایم ڈاڈ کے ہمراہ ہم سب ٹرین میں جا بیٹھے وہاں میں نے مسٹر ڈاڈ اسے ایک سوال کیا جو میں چاہتا تھا کہ ہمارا نیا ساتھی بھی سن لے۔ "آپ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے دوست کا چہرہ صاف طور پر اس کھڑکی میں دیکھا تھا' اس قدر صاف طور پر کہ آپ نے اس کو پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں کی۔"
"مجھے اس امر میں کلیتاً" کوئی شبہ نہیں۔ اس کی ناک کھڑکی کے شیشے کے ساتھ

چپکی ہوئی تھی۔ اور لیمپ کی روشنی پوری طرح اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔"

"کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ آپ کے اس دوست سے ملتا جلتا کوئی شخص ہو؟"

"ہرگز نہیں' وہ یقیناً میرا دوست گاڈ فرے ہی تھا۔"

"لیکن آپ کہہ رہے تھے کہ اس میں ایک میں تبدیلی آچکی ہے۔"

"صرف اس کی رنگت میں تبدیلی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ میں کیا بتاؤں ---
بس یہ سمجھئے کہ مچھلی کے پیٹ کی طرح دھلا ہوا صاف بالکل سپید تھا۔"

"کیا آپ نے اسے آواز نہیں دی؟"

"نہیں' جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں' میں بہت گھبرا گیا تھا۔"

میرا کیس مکمل ہو چکا تھا' اس میں بس اب ذرا سی اور معلومات کا اضافہ کرنا باقی تھا۔
جب ہم اس پرانی حویلی پر پہنچے تو اس بڈھے خانساماں رالف نے ہمارے لئے دروازہ کھولا'
میں نے وہ گاڑی جس میں ہم نے سٹیشن سے بیٹھ کر آئے تھے' سارے دن کے لئے کرائے
پر لے لی تھی' اور اس میں اس تیسرے آدمی کو بٹھا دیا گیا تھا۔ جسے ہم اپنے ساتھ لائے تھے
بوڑھے خانساماں رالف نے معمول کے مطابق کالا کوٹ اور لکیردار پتلون پہن رکھی تھی جو
اس کا مخصوص خادمانہ لباس تھا۔ آج اس کے لباس میں فقط ایک تبدیلی نظر آئی اس نے
بھورے رنگ کے چمڑے کے دستانے بھی پہن رکھے تھے' جو ہمیں دیکھتے ہی اس نے اتار
کے ہال میں رکھی ہوئی میز پر ڈال دیئے میرے دوست واٹسن نے اکثر اس بات کا مشاہدہ کیا
ہے' اور وہ اکثر مقامات پر اس امر کے حوالے کر دیئے ہیں کہ میرے تمام حواس بڑے قوی
واقع ہوئے ہیں' چنانچہ میں نے محسوس کیا کہ گھر میں ایک عجیب سی شے کی بو پھیلی ہوئی
ہے۔ جو ہال میں رکھے ٹیبل کی طرف سے آرہی تھی۔ میں مڑا اپنا ہیٹ اتار کے اس میز پر
دھر دیا' پھر بہانے سے اسے گرا دیا' اور جب دوبارہ اٹھا کر اسے میز پر رکھنے لگا تو میں نے
ان دستانوں کو سونگھنے کی کوشش کی۔ یقیناً ان دستانوں سے ہی وہ عجیب سی بو نکل رہی تھی
میرے کیس کے تمام بکھرے اجزا اب مکمل ہو گئے' میں مطالعے خانے کی جانب بڑھا۔

کرنل ایمزورتھ اپنے کمرے میں موجود نہ تھے' لیکن رالف کے بتانے پر جلدی سے
آن پہنچے' ہم نے برآمدے میں ان کے بھاری قدموں کی چاپ سنی' دروازہ کھلا' اور میں
نے ایک انتہائی غضبناک بڈھے کو اپنے سامنے کھڑے پایا' غم و غصے کے مارے اس کے

چہرے کے نقش بگڑے ہوئے تھے اور اس کی سفید داڑھی تھرتھرا رہی تھی' اس نے ہمارے تعارفی کارڈ ہاتھ میں لے رکھے تھے ہماری صورتیں دیکھتے ہی اس نے وہ کارڈ پھاڑ دیئے اور انہیں اپنے پیروں تلے روند ڈالا اور مسٹر ڈاڈ کی طرف مخاطب ہو کے گرجا۔ کیا میں نے تم کو بتایا نہ تھا کہ دوبارہ اپنی منحوس صورت مجھے نہ دکھانا' یہاں سے دفع ہو جاؤ اور پھر کبھی اپنا خبیث چہرہ میرے سامنے نہ لانا۔ اگر دوبارہ تم یہاں وارد ہوئے تو مجھے قانونی طور پر حق حاصل ہو گا کہ میں تشدد سے کام لوں' خدا کی قسم میں تم کو گولی سے اڑا دوں گا اور اس میں مجھے شمہ بھر جھجک محسوس نہ ہوگی' --- اور آپ جناب عالی ----" اب بڈھا میری طرف مخاطب ہوا۔ "مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اس خطرے سے آپ کو بھی آگاہ کردوں گا' میں آپ کے اس ذلیل پیشے سے واقف ہوں' لیکن برائے کرم اپنی شہرت یافتہ ذہانت کو کسی دوسری جگہ استعمال فرمائیے یہ جگہ آپ کے کام کی نہیں ہے۔"

اب مسٹر ڈاڈ بڑے استقلال اور دلجمعی سے بولے۔ "میں اس وقت تک یہاں سے نہیں ہلوں گا جب تک گاڈ فرے خود اپنی زبان سے یہ نہ کہہ دے کہ وہ کسی قسم کی قید یا ایذا رسانی کا شکار نہیں ہے۔" اب اس بڈھے نے گھنٹی بجائی۔ "رالف اس نے آواز دے کر پکارا۔ پولیس کو فون کرو' اور کہو کہ یہاں دو کانسٹیبل بھیج دے۔ انہیں بتاؤ کہ ہمارے گھر میں چور آگھسے ہیں۔"

"مجھے ایک لمحے کی مہلت دیجئے۔" اب میں بیچ میں پڑ کر بولا۔ "مسٹر ڈاڈ ----- آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ کرنل ایمزورتھ حق بجانب ہیں ہم ان کے گھر میں ہیں' اور اس جگہ پر ہمارا کوئی حق نہیں۔ دوسری طرف کرنل ایمزورتھ کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ آپ محض اپنے دوست کی ہمدردی کی خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہیں اگر کرنل ایمزورتھ مجھے صرف پانچ منٹ وقفہ دیں تو مجھے یقین ہے کہ میں اس سلسلے میں ان کی رائے بدل سکتا ہوں۔"

"ایسی حرکت مت کیجئے گا ----" میں نے اپنی پشت کو دروازے کی طرف پھیر کے کہا۔ "پولیس کی دخل اندازی سے وہی تباہی نازل ہونے کا اندیشہ ہے جس سے بچاؤ کی خاطر آپ یہ سب راز داری کرتے رہے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے میں نے جلدی سے اپنی نوٹ بک کے کاغذ پر ایک لفظ لکھا اور اس کے آگے لے آیا۔ "ہم محض اس کی وجہ سے

حاضر خدمت ہوئے ہیں۔"

اس کاغذ پر نگاہ پڑتے ہی کرنل ایمزورتھ کے چہرے سے ہر طرح کے تاثرات اڑ گئے محض حیرانی باقی رہ گئی۔

"یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا؟" اس نے اپنے خشک حلق کو لعاب دہن سے تر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کرسی پر گر کے پوچھا۔

"جاسوسی میرا پیشہ ہے۔"

بڈھا کرسی پر بیٹھا کچھ دیر سوچتا رہا' پھر اس نے ہار مان لی۔ "اچھا تو پھر آپ گاڈ فرے سے ملنا چاہتے ہیں' تو میں اس کا انتظام کئے دیتا ہوں ---- رالف جاؤ مسٹر کینٹ اور گاڈ فرے سے کہو کہ ہم ان سے ملنے آرہے ہیں۔"

چلتے چلتے ہم اس پراسرار عمارت کے قریب آگئے ایک چھوٹی ڈاڑھی والا آدمی بڑا حیران پریشان سا ہو کر ہماری جانب دیکھ رہا تھا۔ "یہ سب کچھ بہت جلدی میں ہوا ہے' مسٹر ایمزورتھ' اس سے ہمارے سب منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔" وہ کہنے لگا۔

"میں اب کچھ نہیں کرسکتا مسٹر کینٹ' ہمارے ہاتھ اب بندھ چکے ہیں کیا ہم گاڈ فرے سے ملاقات کرسکتے ہیں؟"

"ہاں اندر وہ انتظار کررہا ہے۔" وہ شخص ہمیں اندر ایک آراستہ کمرے لے میں لے گیا۔ اندر ایک آدمی اپنی پشت آتشدان کی جانب کئے کھڑا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی مسٹر ڈاڈ ہاتھ پھیلائے آگے بڑھے' لیکن گاڈ فرے نے ہاتھ اٹھا کر اسے دور کھڑے رہنے کا اشارہ کیا۔ "مجھے ہاتھ مت لگاؤ جمی ڈاڈ ----" دور کھڑے رہو' میں اب وہ پہلے سا بانکا جوان سپاہی تو نظر نہ آتا ہوں گا ---- "ڈاڈ" اس نے پوچھا۔ اس کا چہرہ بہت بدل گیا تھا' نقش ویسے ہی تھے لیکن کھال پر جگہ جگہ سفید داغ نظر آرہے تھے' وہ میرے اس احساس کو پاگیا جو اس کا چہرہ دیکھنے سے مجھ پر طاری ہوا تھا۔"

"اسی لئے میں کسی سے نہیں ملتا' ڈاڈ خیر تمہارا چلے آنا کوئی بات نہ تھی' لیکن اس نئے آدمی کو یہاں لانے کیا ضرورت تھی؟ آخر اس کا کیا مقصد ہے؟"

"بڈھے رالف نے مجھے بتایا تھا کہ تم مجھ سے ملنے آئے ہو' میرا جی چاہا کہ تمہیں کم از کم ایک بار دیکھ لوں ---- میرا خیال تھا کہ تم مجھے نہ دیکھ سکو گے۔"

''لیکن خدا کے لئے مجھے یہ تو بتاؤ کہ یہ سارا اسرار کیا ہے؟''

''یہ کوئی لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔'' گاڈ فرے اپنا سگریٹ سلگاتے ہوئے کہنے لگا۔ ''تمہیں یاد ہے میں مشرقی ریلوے لائن کی لڑائی میں زخمی ہو گیا تھا----''

''ہاں میں نے یہی سنا تھا' اس کی تفصیلات مجھے معلوم نہ ہو سکیں۔''

''ہم تین سپاہی بقیہ فوج سے بچھڑ گئے' تم جانتے ہو کہ وہ ملک کتنا دشوار گزار ہے' میرے ساتھ سمپس اور اینڈرسن تھے' ہم تینوں بوئروں کے ہاتھ لگ گئے' وہ دو تو مارے گئے' میں گولی کھا کر بھی گھوڑے پر بھاگ کھڑا ہوا مجھے غش آ گیا تھا' لیکن میرا وفادار گھوڑا مجھ لے کر بھاگتا رہا۔ جب مجھے ہوش آیا۔ تو رات ہو چکی تھی اور میں ایک مکان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ مجھے کچھ سردی محسوس ہوئی تمہیں یاد ہو گا۔ شام کے وقت اس جگہ کی سردی کیسی مردہ کر ڈالنے والی ہوتی ہے' اور وہ ہمارے ملک کی صحت مند سردی سے کس قدر مختلف ہوتی ہے۔ میرے لئے اس کے سوا جان بچانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا کہ کسی طرح اس مکان تک پہنچوں میں گرتا پڑتا آخر اس مکان تک پہنچ ہی گیا۔ مجھے ایک خواب کی طرح یاد ہے کس طرح میں اس مکان سڑھیوں پر پہنچ کر برآمدے میں داخل ہوا اور پھر ایک بڑے کمرے میں پہنچا۔ جہاں چھ سات بستر بچھے ہوئے تھے۔ میں ان میں سے ایک بستر پر ڈھیر ہو گیا۔

صبح جب میری آنکھ کھلی تو مجھے احساس ہوا کہ بجائے ایک محفوظ مقام پر آنے میں کے میں ایک ڈروانی اور بھیانک دنیا میں آن بسا ہوں' کمرے کی کھڑکیوں سے افریقہ کی صاف سنہری دھوپ چھن رہی تھی' کمرے کی ہر شے صاف نکھری ہوئی' اور واضح تھی۔ میرے سامنے ایک چھوٹا سا بہت بڑے سر والا آدمی کھڑا تھا' اور ڈچ زبان میں متواتر کچھ کہتا جا رہا تھا' اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ زور زور سے ہلاتا جاتا تھا۔ اس کے عقب میں ایک ایسے افراد کا گروہ تھا۔ جو بظاہر اس امر سے بہت محفوظ نظر آ رہے تھے' لیکن جب میں نے دوبارہ ان کے چہروں کی طرف دیکھا تو مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ ان میں سے ایک بھی عام قسم کا انسان نہ تھا۔ ہر ایک کے ساتھ کوئی نہ کوئی جسمانی عیب لگا ہوا تھا' کسی کے ہاتھ ٹیڑھے تھے' کسی کا منہ سوجا ہوا تھا' کسی کا چہرہ مسخ تھا' ان سب کی ہنسی نہایت بھیانک وحشت انگیز اور ڈروانی تھی۔

مجھے پتہ چلا کہ ان میں انگریزی زبان کوئی بھی نہ جانتا تھا' میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس جگہ کا بھید کیسے کھلے کہ دفعتاً اس بڑے سر والے آدمی نے مجھے اپنے ٹیڑھے ہاتھوں سے دھکیلنا شروع کردیا' اور اس بات کی بالکل پرواہ نہ کی کہ میرے زخموں سے خون رسنا شروع ہوگیا ہے' وہ شخص بڑا طاقتور تھا' اور اگر اس دوران میں ایک اور شریف قسم کا انسان کمرے میں وارد نہ ہو جاتا تو جانے مجھ پر کیا بیتی۔ اس نے ڈچ زبان میں اس سے درشتی سے کچھ کہا' اور وہ بڑے سر والا آدمی مجھ سے الگ ہوگیا' پھر اس شخص نے میری طرف توجہ کی' اور بڑی حیرت کا اظہار کرنے لگا۔ ''آپ یہاں کس طرح آگئے؟'' اس نے پوچھا۔ ''آپ زخمی ہیں' بہتر ہے پہلے آپ کی مرہم پٹی کردی جائے' میں ایک ڈاکٹر ہوں' لیکن میرے دوست یہاں تم میدان' جنگ کی نسبت زیادہ خطرے میں گھرے ہوئے ہو' تم جذامیوں کے ہسپتال میں آن پھنسے ہو' اور رات بھر ایک کوڑھی کے بستر سوئے رہے ہو ---- کیا اس سے زیادہ کچھ اور کہنے کی ضرورت اب باقی رہ گئی ہے جمی؟ یہ ہے میری زندگی کا المیہ!''

''وہ شخص اس ہسپتال کا ڈاکٹر تھا' اس نے مجھے دوسرے کوڑھی مریضوں سے الگ کرکے میری تیمارداری کی' اور مجھے احتیاط سے فوج کے دستے تک واپس بھیج دیا گیا' میں جب گھر واپس آیا' تو کچھ عرصے بعد یہ منحوس داغ میرے چہرے پر ظاہر ہونے شروع ہوگئے' اور میں قید تنہائی کی آغوش میں پہنچ گیا' مسٹر کینٹ ایک ڈاکٹر ہیں جو میرے ساتھ خفیہ طور پر رہتے ہیں اس کے علاوہ میرے پاس کوئی اور چارہ کار ہی نہ تھا' دوسری صورت میں مجھے قانون کے مطابق ہمیشہ کے لئے اپنے والدین سے جدا ہو کر کوڑھیوں کے ہسپتال میں رہنا پڑتا' میں تو کہتا ہوں کہ یہ راز تم سے بھی پوشیدہ رہنا چاہیے تھا' میرے والد نے اسے تم پر آشکار کیوں کیا' مجھے نہیں معلوم!'' اب کرنل ایمزورتھ نے میری طرف اشارہ کیا۔

''ان محترم نے ایک کاغذ کا ٹکڑا مجھے دکھایا تھا۔ جس پر تمہارے اس منحوس مرض کا نام لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ بہتر ہے ان پر تمام حقیقت حال آشکار کردی جائے' ادھوری معلومات بعض اوقات خطرناک ثابت ہوتی ہیں۔''

''اور کیا معلوم اسی راز کا آشکار کر دینا آپ کے لئے مفید ثابت ہو۔'' میں نے کہا۔

"کیوں جناب ڈاکٹر صاحب' آپ کے خیال میں یہ مرض کس نوعیت سے تعلق رکھتا ہے۔"

"میں اس کی نوعیت کے متعلق کیا بتا سکتا ہوں' میں ایک عام قسم کے ڈاکٹر سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔"

"میرے خیال میں کسی دوسرے ڈاکٹر کا مشورہ مفید ثابت ہو سکتا ہے۔" لیکن افشائے راز کے خوف سے آپ اس اقدام سے گریز کرتے رہے ہونگے۔"

"جی ہاں۔" کرنل ایمزورتھ بولے۔

"مجھے اس بات کا علم تھا۔" میں نے کہا۔ "اور اس مقصد کے پیش نظر میں اپنے ساتھ ایک نہایت قابل ڈاکٹر کو لیتا آیا ہوں' جو اس ضمن میں ایک ماہر کی حیثیت رکھتے ہیں' ان کا نام سر جیمز سانڈرز ہے' اور وہ میرے دیرینہ تعلقات کی بنا پر وہ آپ سے اپنی خدمات کا کوئی معاوضہ طلب نہ کریں گے۔"

مسٹر کینٹ نے جب اس جلیل القدر ڈاکٹر کا نام سنا' تو اس سے ملاقات کے خیال سے اس کی آنکھیں خوشی کے مارے چمکنے لگیں۔ "مجھے اس بات کا فخر ہوگا۔"

رالف کو سر جیمز کے بلانے کے لئے بھیج دیا گیا' اور ہم سب' کرنل ایمروزتھ کے مطالعے خانے میں آگئے' جہاں میں نے ان سب کو بتا دیا کہ میں نے اس اسرار کا پردہ کس طرح چاک کیا--- "جب مسٹر ڈاڈ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے حقیقت حال سے آگاہ کیا تو میں نے ممکنات پر غور کرنا شروع کیا۔ اول ہو سکتا ہے مسٹر گاڈ فرے نے کوئی بڑا جرم کیا ہوا اور اس سے چھپ کر بیٹھا ہو۔ دوئم ہو سکتا ہے وہ پاگل ہوگیا ہو' اور اس کے والدین افشائے راز سے خوف کھاتے ہوں' یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو' ان تینوں ممکنات پر غور کرتے ہوئے میں نے پہلی دلیل منسوخ کردی' کیونکہ مجھے جرائم کا سارا حال معلوم تھا۔ اور اگرچہ یہ جرم ظاہر نہ ہوا تھا تو یقیناً والدین کو بجائے اسے گھر پہ رکھنے کے باہر بھیجنے کی کوشش کرنی چاہیے تھی۔ اور اگر وہ دیوانہ تھا تو پھر اسے رات کے وقت اکیلا باہر کیوں چھوڑ دیا گیا۔ یقیناً آپ کے فرزند کو میری تحقیق کے مطابق کسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہونا چاہیے تھا۔ اور جب مجھے مسٹر ڈاڈ نے بتایا کہ گاڈ فرے کا چہرہ بالکل سفید نظر آرہا تھا تو مجھے اس منحوس مرض کا یقین ہوگیا۔ اس خیال کو ڈاکٹر کینٹ

کی موجودگی سے اور بھی تقویت پہنچی --- اور میں نے اپنی کاروائی مکمل کرلی' جب ہم آپ کے گھر پہنچے تو رالف کے دستانوں نے میری توجہ اپنی جانب مرکوز کرلی۔ کیونکہ یہ ایک غیر معمولی بات تھی' پھر ان دستانوں کو سونگھ کر میں نے معلوم کرلیا کہ اس میں اس مرض سے محفوظ رہنے کی دوا لگی ہوئی ہے۔ میں نے کچھ کہنے کی بجائے یہ بات لکھ کر آپ پر ظاہر کی' کیونکہ میں چاہتا تھا آپ میری رازداری پر یقین فرمائیں' میں نے اپنی گفتگو ختم کی ہی تھی کہ ڈاکٹر سر جیمز کمرے میں وارد ہوئے' ان کی آنکھوں میں ملائمت انسانی خلوص' اور امید کی جھلک تھی' --- آتے ہی انہوں نے کہا۔ "کئی روز سے میں کسی کو کوئی اچھی خبر نہیں سنا سکا' یہ آپ کی خوش قسمتی ہے' میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ مرض جذام نہیں ہے۔"

"کیا کہا؟ جذام نہیں ہے؟" کرنل ایمزورتھ نے کرسی سے اچھل کر پوچھا۔

"جی نہیں' یہ ایک جذام نما جلدی مرض ہے' اسے "اچ تھائیوسس" بھی کہتے ہیں۔ اس عارضے میں سارے جسم کی کھال متاثر ہو جاتی ہے۔ جو بظاہر بھیانک اور کراہت ناک نظر آتی ہے' یہ مرض مشکل سے دور ہوتا ہے لیکن اس کا معالجہ ممکن ہے' یہ بیماری یقیناً چھوت والی نہیں ہوتی۔ ہاں تو مسٹر ہومز یہ اتفاقی حادثہ بھی عجیب رہا۔ لیکن سوچئے تو کیا ہم اسے حادثہ کہہ سکتے ہیں؟ کیا ہمارے اندر' ایسے پیچیدہ خلیے کار فرما نہیں جن کا علم ہم نہیں جانتے کیا ایسا نہیں کہ یہ نوجوان جس شے سے مستقل خوفزدہ اور لرزہ براندام رہا وہی شدت کے ساتھ اس کے ہوش و حواس پر اس بری طرح نازل ہوئی کہ اس کے منصوعی اثرات تک اس کی کھال پر ظاہر ہوئے؟ بہرکیف میں اپنی تمام تر پیشہ ورانہ شہرت کو داؤ پر لگا کر کہہ سکتا ہوں' کہ --- اوہو' محترمہ خاتون تو مارے خوشی کے غش کھا گئیں' میرا خیال ہے کہ مسٹر کینٹ ان کی دیکھ بھال فرمائیں' جب تک کہ انہیں ہوش نہ آجائے!"